سے طالبان حکومت کے قیام کے بعد دنیا بھر میں ایک طوفان بدتمیزی برپا ہوا اور ان کو دہشت و بربریت کا علمبردار ٹھہرایا گیا، مغربی طاقتیں صف آراء ہوئیں جبکہ مد مقابل میں طالبان کو علمی اور نہ فکری طور پر جواب دینے کا موقع دیا گیا۔ جس سے صرف غیروں کے علاوہ اپنوں میں چہ میگوئیاں شروع ہونے لگی۔ بعض سادہ لوح طالبان کے غیر دانشمندانہ کاموں اور غیر سیاسی بیانات نے جلتی پر تیل کا کام دیا مگر ان سب سازشوں، غلط بیانیوں کے باوجود آج بھی مشرق ومغرب کے دانشور اس بات پر متفق نظر آ رہے ہیں کہ مغرب کو افغان طالبان سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ ایک دانشور نے تو یہاں تک لکھا کہ مغرب نے القاعدہ اور طالبان کو ایک سمجھا۔ ان کے تحقیقاتی ادارے اور تھنک ٹینک نے ان کے فکری پس منظر کو نہیں جانچا وگرنہ وہ اس طرح کی غلطی کبھی نہ کرتے۔

افغان طالبان کی حکومتی نظم ونسق بھی فقہ حنفی کے تحت چلتا رہا۔ جس میں انسانی حقوق سے لیکر خدائی حقوق تک سارا نظام موجود تھا اور تقریباً چھ سالہ دور حکومت میں ان کے عدالتی نظام اور دیگر اداروں افتاء وغیرہ میں اسی کے مطابق فیصلے ہوتے رہے۔

مقام شکر ہے کہ افغانستان کے سابق چیف جسٹس اور دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر اور جید فاضل مولانا نور محمد ثاقب صاحب و سابق رئیس مرکزی دارالافتاء امارت اسلامی افغانستان ،اب ان فتاوی جات کو کتابی شکل میں مرتب کر رہے ہیں جسکی پہلی جلد ''بدرالفتاویٰ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے بقیہ چار جلدیں زیر طبع ہیں۔ یہاں یہ بات بے محل نہیں ہوگی کہ ان کے زمانہ قضاء میں علامہ اقبال کے فاضل و قابل فرزند جسٹس جاوید اقبال کو دورہ کابل کا موقع ملا انہوں نے واپسی میں دارالعلوم میں خطاب فرمایا جس کا ایک اقتباس پیش ہے:

مصنف کتاب سے علامہ اقبال کے فرزند جسٹس جاوید اقبال کی کابل میں ملاقات

پاکستانی ایمبیسی کے ایمبیسڈر عزیز خان صاحب ہیں جن کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے ان کی وساطت سے کم ازکم چیف جسٹس سے وہاں کابل میں ان سے ملاقات ہوسکی، مولوی نور محمد ثاقب سے جو آپ کے ہاں حقانیہ سے پڑھے ہوئے طالب علم ہیں جہاں تک فقہ اور قانون کا تعلق ہے تو ان کو اس پر کافی عبور حاصل ہے، میری جو ان سے بات چیت ہوئی وہ یہی تھی کہ آپ نے یہاں پر جو اسلامی قوانین ہیں کو کس طرح نافذ کیا ہوا ہے، فوجداری کے سلسلے میں کیا صورتحال ہے اور دیوانی عدالتوں کی صورت میں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ فی الحال تو ہم نے جو بھی فوجداری قوانین ہیں ان کو جرائم کے خاتمے کیلئے اسلامی دائرہ کے تحت لاکر اس پر زیادہ توجہ دی ہوئی ہے اور جہاں تک دیوانی

معاملات کا تعلق ہے انکے متعلق ہمارا رویہ یہی ہے کہ جو قوانین یہاں پر نافذ العمل ہیں جب تک کہ وہ اسلام سے یا اسلامی اقدار سے اور قوانین سے متصادم نہ ہوں تو ہم ان کو اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن جہاں تک یہ حدود کے سلسلہ کا تعلق ہے وہ وہاں پر نافذ ہیں Anyway بہت ساری ایسی باتیں تھی جو ان کیساتھ زیر بحث آئیں۔

اجتہاد پر عمل حدیث معاذ کی روشنی میں

میرا تعلق جیسا کہ مولانا سمیع الحق نے آپ سے فرمایا کہ میرے دل میں ایک چھوٹا سا باغی بھی ہے اور جب تک یہ بغاوت کا دل میں مادہ نہ ہو نیا راستہ اللہ تعالیٰ نہیں دکھاتا تو میں نے ان سے یہی گزارش کی کہ آپ اجتہاد کے عمل پر کس حد تک قائم ہیں، میں نے ان کے سامنے حوالہ حضور ﷺ کی حدیث سے دیا کہ جس میں انہوں نے حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بناتے وقت ان کو ہدایت کی تھی کہ تمہارے سامنے جو مقدمات آئیں گے ان کے فیصلے کس طرح کروگے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن کے مطابق فیصلے ہوں گے انہوں نے فرمایا اگر قرآن رہبری نہ دے تو پھر، تو انہوں نے کہا کہ پھر میں حدیث اور سنت رسول ﷺ پر چلوں گا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ بھی ہدایت نہ دے تو پھر؟ تو انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنی عقل استعمال کروں گا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ جو حضور ﷺ کی حدیث ہے کیا یہ تا قیامت جاری وساری ہے اور قائم ہے یا یہ کہ اس کا وقت گزر چکا ہے؟ تو میں نے کہا کہ میری نگاہ میں یہ جو اجتہاد کا تسلسل ہے یہ تا قیامت جاری وساری ہے وہ کہنے لگے کہ نہیں اس کے بعد کئی ائمہ آئے اور انہوں نے اجتہاد پورا کردیا اور وہ پورا ہو چکا اور اب مزید اس کی گنجائش نہیں ہے ۔

پاکستان کے مسائل اور اسکے اسلامی حل

پھر میں اس کے بعد اس بحث کو آگے نہیں لے کر گیا لیکن میں نے کہا کہ ہمارے بعض مسائل اس قسم کے ہیں بالخصوص کم ازکم میرے ملک میں تو سب سے بڑا مسئلہ آئین کا ہے کہ کونسا دستور ہو جو کہ صحیح معنوں میں اسلامی ہو اور آج کی جو ضروریات ہیں ان پر بھی حاوی ہو اور اس قسم کی اظہار رائے بھی ہو سکے جیسا کہ ہمارے ہاں شوریٰ کا تصور ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم اپنے مسائل بھی حل کرسکیں۔ دوسری چیز میں نے انہیں کہا کہ ہمارے ہاں مشکلات Economics کی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بلاسود بینکاری یہاں پر رائج ہو اور اس کے لئے ہم یہاں کیا طریقہ کار اختیار کریں پھر میں نے کہا کہ یہاں ایک اور بڑا مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ ہے معبدی اقتدار کا جس کی کشمکش ہے شخصی آزادی کے ساتھ، اس کے لئے کیا راہ نکالی جائے۔ انہوں نے اس خطاب میں اپنے تاثر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری دلی خواہش ہے اور میں نے مولانا سے بھی کہا ہے کہ اگر میں جوانی میں یہاں آتا تو میری یہ بڑی خواہش تھی کہ یہاں سے تعلیم حاصل کرتا مگر میرا پھر بھی یہی خیال ہے کہ اگر یہاں سے مجھے اگر پوری Equipment ملتی اور میرے پاس سارا علمی اسلحہ آپ والا ہوتا تو میں زیادہ دلی

طور پر اور حوصلے کے ساتھ نیا راستہ نکال سکتا تھا (اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے ہنستے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال کو لقمہ دیا کہ پھر آپ اجتہاد بھی نہ کرتے، اس پر ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اور دیگر تمام شرکاء خاصے محظوظ ہوئے)

مسئلہ تکفیر میں افغان طالبان کا محتاط رویہ

بدر الفتاویٰ افغان طالبان کی فکری حیثیت متعین کرنے انتہائی مدد و معاون ہے۔ مقدمے میں مرتب نے دارالافتاء کا طریقہ کار اور نظام قضا کا تفصیلی ذکر کیا ہے جبکہ مولوی محمد ابراہیم خلیل نے فقہ اسلامی کی اہمیت، ضرورت، فتوے کی شرعی اور تاریخی حیثیت کیساتھ ساتھ مفتیان کرام کی ذمہ داریوں پر تفصیلی مقالہ لکھا ہے۔

مسئلہ تکفیر اور افغان طالبان

کتاب الایمان والعقائد سے فتاویٰ کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ فتاویٰ کا پہلا سوال و جواب اس قدر منفرد اور حیران کن ہے کہ دل نہ ماننے پر تُلا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: ملا ولی محمد سوال پوچھتے ہیں کہ مفتی صاحب! اگر کوئی شخص طالبان سے لڑنے والے (مقابل فوج) کی تکفیر کرے تو شرعی طور پر یہ کیسا ہے؟ مطلب یہ کہ طالبان کے خلاف لڑنے والے گروہ یا شخص کی تکفیر کرے تو اس تکفیر کرنیوالے شخص کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (یعنی کفر کا فتویٰ لگانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟)

مفتی صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

''اگر کہنے والے نے علامات و اعمال کفر اس شخص میں بذات خود مشاہدہ کئے ہوں تو ٹھیک ہے مگر پھر بھی عمومی طور پر تمام گروہ کو یہ نسبت کرنا درست نہیں اور اگر مشاہدہ نہ کیا ہو اور ویسے کفر کی نسبت کر رہا ہو تو پھر یہ شخص خود فاسق ہے۔'' آگے فقہ حنفی کے معتبر کتابوں سے چند حوالے دیئے ہیں۔

عالم اسلام کے جہادی تنظیموں اور طالبان میں بنیادی فرق

راقم کے خیال میں پہلے استفتاء اور اس کے جواب میں افغان طالبان کا فکری پس منظر واضح ہو جاتا ہے آج دنیا میں مسلح جہادی تنظیموں اور افغان طالبان کا بنیادی فرق ہے۔ داعش تمام اسلامی ممالک کو دارالحرب اور دارالکفر قرار دے چکی ہے۔ وہاں کے مسلمانوں سے زبردستی ہجرت کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ داعش سمیت دیگر تنظیموں کا یہ موقف نہیں جو افغان طالبان کا ہے۔

بدعتی اور جعلی پیروں کی اصلاح

آگے کتاب السلوک میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نظام حسبہ) کے وزیر جعلی پیروں کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ ''افغانستان کے بعض علاقوں میں ''خلیفہ صاحبان'' کے نام سے ایسے پیر ہیں جو عالم نہیں، اُن کے حلقات ذکر میں منکرات ہوتے ہیں، جیسا کم عمر بغیر داڑھی والے لڑکوں کا وہاں جانا اور رقص کرنا، ہم ان کے خلاف کیا کاروائی کریں؟؟

لیکن اس سوالنامے پر سربراہ مملکت ملا محمد عمر مجاہدؒ اپنے مختصر نوٹ میں توجہ دلاتے ہیں کہ '' آپ تمام حضرات اجتماعی طور پر ایسا شرعی طریقہ بنائیں تاکہ آئندہ کیلئے وزارت امر بالمعروف کیلئے لائحہ عمل ہو۔''
جواب میں مفتی صاحب نے صحیح اور نیک مرشد کیلئے پانچ شرائط بمع دلائل بیان کئے ہیں پھر دیگر تفصیلات کے بعد ان کی اصلاح کیلئے طریقہ کار بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''پہلے ان پیران حضرات کو شرعی مسائل بیان کریں یعنی Educate کریں اگر باز نہ آئیں تو اچھے اخلاق کیساتھ نصیحت کریں، پھر بھی منع نہ ہوئے تو تھوڑے وقت کیلئے جیل بھیج دیا جائے، یہ کام خوب احتیاط کیساتھ کیا جائے تاکہ اچھے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے یا اصلاح کا یہ عمل غیر شرعی طریقے پر چل نہ پڑے۔ آگے حدیث اور فقہ کی کتابوں سے حوالے دئے گئے ہیں۔

معاصر مسلح تحریکیں اور افغانی طالبان

مذکورہ سوال و جواب کو آج کل جہادی تحریکوں کے بیانئے (Narratives) کے تناظر میں دیکھنا چاہیے کہ ایک پیر کے اللہ تعالیٰ کے صریح نافرمانی کے باوجود اُس پر چڑھائی کا حکم نہیں دیا، نہ صغریٰ وکبریٰ ملا کر نتیجہ اخذ کرنے اور تکفیر و تفسیق کا فتویٰ صادر کرکے اس پر چڑھائی کا حکم دیا بلکہ دنیا کی دیگر عدالتی نظاموں کی طرح ایک واضح اور مثبت رائے پیش کی۔

ملا عمر مرحوم نے اجتماعی طریقہ کار کا مشورہ دیا اور مفتی صاحب نے اصلاح کی درجہ بندی بیان کی۔ یقیناً ایسے درجنوں واقعات و حقائق ہیں جس سے افغان طالبان کے فکری پس منظر اور حکومتی نظم و نسق کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اسلئے بعض حقیقت حال دانشوروں کا دعویٰ ہے کہ افغان طالبان اپنے فکر و فلسفے، مسلک اور مزاج و مذاق کے حوالے سے داعش، القاعدہ، حزب التحریر، جبهة النصرة تحریک طالبان پاکستان، بوکوحرام، الشباب وغیرہ سے بالکل مختلف ہیں اور شائد یہی تصوراب جدید دنیا میں بھی اُبھرتا نظر آرہا ہے۔

مولانا نور محمد ثاقب صاحب اس بہترین علمی فقہی ذخیرے پر ہم سب کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ آگے چل کر اس کام کو مکمل کرنے کے بعد نظام عدل وقضاء پر بھی کام کریں گے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے پشتو زبان کیساتھ اس کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی ہو جائے تا کہ دنیا کو دلیل کے طاقت سے جواب دیا جائے۔

افغان طالبان پر مولانا سمیع الحق کی ایک عمدہ کاوش

افغان طالبان پر سب سے زیادہ کام مغرب میں ہوا جو کہ ایک ردعمل کی صورت میں تھا جس میں حقیقت سے زیادہ جذباتیت اور نفرت(Baise) پر مبنی عنصر کارفرما تھا۔ جس پر دوبارہ نظر ثانی کی ضرورت ہے ۔قریبی عرصہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی نئی کتاب Afghan Taliban War of Ideology & Struggle for Peace بھی ایک عمدہ کاوش ہے جس میں تمام موجودہ مسائل (Current Issues) کے حوالے سے افغان طالبان کا موقف انتہائی سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے یقیناً مولانا صاحب کی یہ کتاب افغانستان اور امریکہ سمیت مغربی ممالک کے درمیان مکالمے کیلئے بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ جبکہ مغربی میڈیا کے جانبدارانہ رویے کا تریاق بھی۔

لیکن کئی سالوں پر محیط منفی پروپیگنڈے، تحقیقی تنقیدی کتابیں، رپورٹس اور مضامین کے علاوہ لائیو ٹاک شوز نے افغان طالبان کے بارے میں دنیا کو بدظن کیا ہے، وہ ایک دو کتابوں سے صاف ہونے والا نہیں بلکہ اس کیلئے ایک طویل المعیاد منصوبے(Long Term strategy) کی ضرورت ہے کیونکہ افغان طالبان ظاہری طور پر میدان جنگ میں فتحیاب ہو رہے ہیں لیکن دلیل سے مغرب کو منوانے اور پروپیگنڈہ کو توڑنے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنے پڑے گا۔ خدا کرے مولانا نور محمد ثاقب حقانی اور مولانا عبدالباقی حقانی صاحبان جیسے اہل فکر ونظر کی کوششیں ثمر بار آور ہو کر طالبان کو فکری محاذ پر فتح سے ہمکنار کرے۔ امین

الحق کی اشاعتِ خاص

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ خصوصی نمبر قارئین ''الحق'' کیلئے پانچ سو روپے میں بغیر ڈاک خرچ کے دستیاب ہوگا۔ لہٰذا اس قیمتی وتاریخی دستاویز کے حصول کیلئے ابھی سے ماہنامہ ''الحق'' کے آفس سے بکنگ کروائیں۔ فون نمبر 0923-630435